بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام نہاد ''اہلِ قرآن''

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمنان

غارت گرانِ دین وایمان

از

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر

سید علی قاسم محمودی

ٹرسٹی مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ المعروف بہ حظیرۂ شہیدانؒ

چنچل گوڑہ، حیدرآباد، ریاست تلنگانہ، ہند

ب

نام کتاب : نام نہاد "اہل قرآن"، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمنان (اور) غارت گرانِ دین وایمان

راقم الحروف : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ماہ وسن تیاری کتاب : جمادی الاول سنہ ۱۴۴۴ھ مطابق نومبر سنہ ۲۰۲۲ء

کمپیوٹر کتابت : SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

ناشر : سید علی قاسم محمودی

ٹرسٹی مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرۂ حضرت بندگی میاں سیدراج محمدؒ المعروف بہ حظیرہ شہیدانؒ

چنچل گوڑہ، حیدرآباد ریاست تلنگانہ، ہند

کتاب ملنے کا پتہ

SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

فون نمبر 9959912642

ابتدائیہ

مصدقانِ مہدی موعود علیہ السلام

سب سے پہلے حسب مراتب اس فقیر کی جانب سے قدمبوسی، سلام اور دعائیں

تحریر ہذا کو ''نام نہاد اہل قرآن'' کے گمراہ کن عقائد اور شان رسالت مآب حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ میں ان گستاخیوں کو آپ سب کی آگاہی کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی عطا کرے۔

فقیر نے اس بات کو ملحوظ رکھا کہ جس شدت اور قوت سے یہ گمراہی کو پھیلانے کی کوشش کررہے ہیں اُسی شدت سے ان کے اندرونی چور کو آپ حضرات کے روبرو پیش کیا جائے۔ حضرت سیدنا امام حسنؓ نے دس مکارمِ اخلاق فرمائے ہیں جن میں ایک مکرم اخلاق ''دشمن کے خلاف حملہ کے وقت شدت'' بھی ہے۔ چونکہ یہ لوگ حضور محمد رسول اللہ ﷺ سے شدید بغض رکھتے ہیں تو اُن کے خلاف حملہ میں شدت کی حکمت عملی سود مند رہتی ہے۔ اور دوبارہ یہ لوگ اپنی کارگزاریوں کی ہمت نہیں کرسکتے۔ انشاءاللہ

چونکہ یہ نام نہاد اہل قرآن حضور پرنور ﷺ کی شان میں گستاخیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو جواب میں ہمارا کام بھی شدت سے حملہ کرنا اور ان کے حملوں کو پسپا کرنا ہے۔

دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ حقیر فقیر کی اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے۔ عموماً مسلمان اور خصوصاً روئے زمین کی اہم ترین اور محبوب ترین (عمل کی شرط کے ساتھ) قوم مہدویہ کے افراد واقف ہوجائیں۔ اور دعا کریں کہ خدا ہم کو اور گروہ مقدسہ کے ہر فرد کو ان نام نہاد اہل قرآن کے شر و فساد سے بچا کر رکھے۔ اللہ ہم سب کو اپنا بنا کر رکھے اور اپنا بنا کر اٹھائے۔ آمین

محبانِ محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے:

☆ میوے جو ان کے پسندیدہ ہیں۔

☆ پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہے۔

☆ اور پانی جو ٹھنڈا، راحت بخش ہے۔

(یہ ان کے واسطے ہے جو حضور پرنور ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

دشمنانِ رسول اللہ ﷺ کے لئے:

غذائی چیزیں (ایک سوال میں ''غذائی چیزیں'' ہی نااہلوں نے لکھی ہیں۔ مردار، خون، خنزیر اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ

(یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بڑا گناہ (بغض وعناد رسول اللہ) رکھتے ہیں۔

ہر محبّ محمد ﷺ کے لئے:

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ہر بغض وعناد رکھنے والا یہی کہتا ہے۔

تیرگی اپنے مقدر کی مٹانے کے لئے
چھین کر چاند ستاروں کا اُجالا لے لو

لیکن پھر بھی ظلمات ہی میں رہے گا۔

نام نہاد ''اہلِ قرآن'' حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور شدید دشمنان، غارت گرانِ دین وایمان،

ذیل میں ان نااہلوں کی طرف سے سوالات اوران کے جوابات۔ پھر اس پر ہمارا تبصرہ اور ان کے مکر وفریب کی نشاندہی ۔

سوالات:

سوال (۱) ہمیں کتاب اللہ کے مطابق کس کی سنت پر عمل پیرا ہونا ہے؟

جواب: یہ اللہ کی مراد ہے کہ وہ اپنے احکامات کو واضح طور پر بیان کرے تاکہ تم کو پچھلے لوگوں کی سنت کی رہنمائی ہو۔ براہ کرام دیکھئے سورہ (۴) آیت ۲۶

تبصرہ: نااہلوں نے سب سے پہلے تفسیر بالرائے سے کام لیا ہے۔ جس آیت کے حوالے سے بات کی جارہی ہے اس میں ''اور چاہتا ہے اللہ'' فرمایا گیا۔ نااہلوں نے ''یہ اللہ کی مراد ہے'' کہا ہے۔ یہ لفظ ''مراد'' بہت خاص ہے جبکہ اللہ جو چاہ رہا ہے کہ احکامات، کو واضح طور پر بیان کرے۔ اور تم کو پہلے کے لوگوں کے طریقے بھی بتلائے اور تم پر توجہ فرمائے۔ پہلے کے لوگوں کے طریقوں سے آگاہی دی جارہی ہے۔ ''کس کی سنت پر عمل پیرا ہونا چاہئے'' یہ نہیں ہے۔ غیر محسوس طریقے پر امت کو امت محمدیہ سے پیچھے کر کے پچھلے انبیاء کی امت میں ڈھکیلا جارہا ہے۔ جبکہ حضور پر نور ﷺ کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت فرمایا۔

،اور حضور ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کسے ہیے

فرمایا گیا کہ "محمد جو دیں لے لو اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ"

قارئین! نااہلوں کی اس مکاری کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ خاص بات یہ ہے کہ آیت ہذا میں نہ کسی پیغمبر کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کی سنتوں بلکہ کسی ایک سنت ہی کا تذکرہ آیا ہے۔ جبکہ قرآن مجید کے آنے کے بعد تمام کتابیں منسوخ ہو گئیں اور صرف قرآن ہی ہے جو تا قیامت رہنمائی کرتا رہے گا۔ دوسرے ذات پاک رسالت مآب ﷺ کی مبارک پرنور ہستی ہے جو تا قیامت ہمارے لئے رہنمائی و رہبری کے لئے کافی ہے۔ اور آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ ہی تا قیامت شریعت ہے دوسری تمام شریعتیں بھی منسوخ ہو گئی ہیں۔

ان حقیقتوں کے باوجود "کس کی سنت پر عمل پیرا ہونا چاہیے؟" شر و فساد کے تحت ہے۔ اور حضور ﷺ کی عظمتوں کو گھٹانے کی مکارانہ چال ہے۔

سوال (۲) کتاب اللہ پیغام اور پیغمبروں کے درمیان تعلق کو کیسے پیش کرتی ہے؟

تبصرہ: قرآن مجید کی جگہ پر کتاب اللہ کا لفظ دہرانے میں بھی مکاری ہے۔ کیونکہ جب سننے والا لفظ "قرآن مجید" یا "قرآن شریف" سنے گا تو لامحالہ اس کا ذہن جن پر کتاب اتاری گئی اور جن کے ذریعہ ہمیں ہدایت نصیب ہوئی اُدھر جائے گا۔ یعنی حضور پرنور ﷺ کی ذات مبارکہ کی طرف۔ لیکن ذہنوں کو حضور کی طرف نہ جانے دینے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا گیا ہے۔ حضور ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آئے گا تب یہ "ظالم" کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے تھوڑی سی مہلت عطا فرما، تا کہ ہم تیری دعوت (نہ صرف توحید بلکہ اوامر و نواہی کی پابندی) کو قبول کر لیں اور ہمارے گذشتہ پیغمبروں کی پیروی کریں۔

آیت میں بے شک پیغمبروں (رسل) کا ذکر آیا ہے۔دوبارہ غور کیجئے فرمایا جارہا ہے کہ آپ لوگوں (وہ لوگ جوابھی کافر ہیں) کوآنے والے عذاب سے ڈرایئے جویقینی ان پر آنے والا ہے۔

تب یہ ''ظالم'' یعنی منکران خدا ورسول (کفار) مہلت طلب کریں گے۔ یہ مخاطبت مسلمانوں سے قطعاً نہیں ہے بلکہ پچھلی امتوں کے لوگوں سے ہے جنہوں نے ابھی تک خدائے واحد کو نہ مانا اوراس کے فرستادہ رسول کو نہ مانا۔

نا اہلوں کے اگلے جواب میں یوں کہا جارہا ہے کہ ایک پیغام اور بہت سے پیغامبر (Messenger) پیغام کی پیروی کرنا' حقیقت میں رسولوں کی پیروی کرنا ہے۔

یہاں صیغہ واحد کو صیغہ جمع میں استعمال کیا جارہا ہے۔قرآن مجید واحد اور منفرد کتاب ہے دوسری اور کوئی کتاب' کتابیں تھیں توان میں تحریف ہوجانے کی وجہ سے منسوخ کردی گئیں۔رسولؐ تو ایک ہی اور منفرد دوسرے کوئی نبی نہیں۔ کیونکہ آپ کی ذات مبارکہ میں تمام انبیاء کی خوبیاں اور عظمتیں آگئی ہیں۔

خدا کے پیغام کی پیروی کرنا اوراحکامات پر چلنا ہوتو حضورؐ کی پیروی کرلواور جن باتوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے بلاچوں وچرا عمل کرلو۔اور جن باتوں سے حضور پرنور ﷺ نے منع فرمایا تھا ان سے بچ کر رہو۔یہی خدا کا پیغام ہے' اور خدائے واحد کے (Messenger) کا حکم ہے۔

سوال (۳) کتاب اللہ اپنے پیغام اور پیغمبر کے لئے خطرے کو کیسے پیش کرتی ہے؟

جواب: پیغمبرِ خدا کے پیغام کو بگاڑنے والے دشمنوں کے پاس پہنچ ہی گئے آیت کا ترجمہ ''جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا اور آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستے سے زیادہ بھٹکا (گمراہ) ہوا''

ان الفاظ پر غور کیجئے۔ ''پیغمبر خدا کے پیام کو بگاڑنے والے دشمنوں کے پاس پہنچ ہی گئے۔''

تبصرہ: اس دنیا میں جو شخص ہدایت کو قبول نہ کیا تھا اور ہدایت کی پیروی نہ کی تھی بلکہ مسلسل اپنے کفر پر قائم رہا تھا تو اس کو وعید نابینائی (اندھاپن) سنائی جارہی ہے۔

غور کیجئے کہ ان جملوں میں جو زہر ہے وہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ حضور پرنور ﷺ کو دشمنانِ خدا کے پاس جانے والے اور وہیں پر قیام پذیر رہنے والے ظاہر کیا جارہا ہے۔ جبکہ حضور پرنور ﷺ تو آئے ہی تھے دشمنانِ خدا کے پاس لیکن بفضل خدا آپ کی بابرکت تعلیم اور کوششوں سے وہ لوگ دوستانِ خدا بن گئے۔

ان سوالات پر غور کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ بڑے بڑے یہود و نصاریٰ اور نام نہاد مسلمان جیسے شیاطین اور ابلیس جمع ہوئے ہیں اور انہوں نے نااہلوں کو اپنی غلامی میں لے لیا ہے۔ ذہن و فکر کو اپنی طرف موڑ لیا پھر جیسا چاہا بغض و عناد کو پھیلانے لگ گئے۔

نااہلوں کو بتلا دیجئے کہ جہاں بغض و عناد وہ بھی ذات بابرکات حضور پرنور ﷺ کے تعلق سے آیا تو ایسے نااہل یقیناً دوزخی ہیں۔

نااہلوں کی طرف سے جواب میں کیا بکنا ہے اس کی تیاری سوال سے کرلی جاتی ہے اور جیسا جواب دینے کا ناپاک ارادہ یا منصوبہ ہو ویسے ہی سوال داغے جاتے ہیں۔

ان جملوں پر غور کیجئے ’’پیغمبر، خدا کے پیغام کو بگاڑنے والے دشمنوں کے پاس پہنچ ہی گئے۔‘‘ یہاں لفظ ’’ہی‘‘ غور طلب ہے یعنی نعوذ باللہ حضور ؐ خدا کے دشمنوں یعنی اس کے پیغام کو بگاڑنے والوں کے پاس (خدا کے نہ چاہنے کے باوجود اپنی مرضی سے نعوذ باللہ) پہنچ ہی گئے۔ یا بادل نخواستہ نہ چاہنے کے باوجود پہنچ گئے۔ کسی شاعر نے کہا تھا۔

لاکھ کوشش کی مگر پھر بھی نکل کر ہی رہے

گھر سے یوسف ؑ خلد سے آدم ؑ تیری محفل سے ہم

لفظ ’’ہی‘‘ بادل نخواستہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن حضور پرنور ﷺ ان باتوں سے پاک اور مبرا ہیں۔ خدا سے قربت یوں کہ پلک مارنے اتنی دیر دوری نہیں ہے۔ ہر لمحہ اطاعت الٰہی میں بسر فرماتے ہیں۔

سوال (۴) کتاب اللہ کی معنی میں شرک کیا ہے؟

جواب کتاب اللہ کے علاوہ ہدایت لینا، خدا کے برابر کارساز لینے کے لئے ہے۔ آیت (۲:۷) ’’اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی اور موسیٰ کو اس کا رہنما بنایا تھا کہ تم میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھیرانا۔

تبصرہ امتیان محمد ﷺ کے پاس کتاب اللہ سے مراد قرآن شریف ہے اور رہنما سے مراد حضور پرنور ﷺ کی ذات پر انوار ہے۔ لیکن ان مکاروں نے حضور کی پیروی پر حضور ؐ کو خدا کے برابر کارساز باور کروایا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ کی بعثت ہی اس لئے ہوئی کہ آپ قرآن پر چلائیں چنانچہ آپ ؐ نے بطور نمونہ خود عمل فرمایا اور لوگوں کو اس پر چلایا۔

ان جملوں سے یہ بتلایا جارہا ہے کہ جس نے حضور ﷺ کی سیرت پر عمل کیا آپؐ کے احکامات کی تعمیل کی نعوذ باللہ وہ قرآن سے ہٹ کر تھی اس لئے آپ کو خدا کے برابر کارساز بتلایا جارہا ہے۔

الغرض ان مردودوں کی کوشش یہی ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضور ﷺ کے خلاف زہر کو بھر دیا جائے اور کوئی امتی اِدھر توجہ ہی نہ دے اور اگر کوئی غافل ان کی طرف آگیا تو پھر اس کو ابلیس کے قدموں میں گرادیا جائے ۔غور کیجئے کیسی منحوس اور داخل دوزخ کروانے والی چالوں سے متاثر کیا جارہا ہے۔

سوال (۵) کتاب اللہ کے مطابق کون ہدایت کرسکتا ہے؟

جواب صرف اس کی پیروی کرنا جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

تبصرہ اسی سوال وجواب کی رو سے گمراہ کیا جارہا ہے کہ نعوذ باللہ حضورؐ نے جو عمل فرمایا تھا اپنی طرف سے فرمایا تھا لہٰذا مسلمانو خیر چاہتے ہو تو حضورؐ کو چھوڑ دو اور قرآن کی طرف آجاؤ۔قرآن کہہ رہا ہے کہ ''وما ینطق عن الھویٰ'' محمد اپنی خواہش سے نہیں کہتے۔

قرآن شریف کی تنزیل اور حضور ﷺ کی تشریف آوری بحکم خدا ہوئی۔حضور ﷺ نے وہی حکم فرمایا، وہی عمل فرمایا جو بذریعہ جبرئیلؑ ملتے یا جو حکم راست طور پر اللہ کی طرف سے ہوتا تھا یعنی تعلیم بلاواسطہ (حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے ''وحی میرے دل پر ہوتی ہے'')

حضور ﷺ کی اس بزرگی کا پڑھ کر ممکن ہے کہ نااہلوں میں سے کوئی کمزور دل سانس لینا چھوڑ دے کیونکہ یہ اطلاع اس پر بجلی بن کر گری ہو۔کمزور دل بھی مرسکتا ہے اور وہ جس کا قلب ودماغ حضورؐ کے بغض وعناد سے مکمل بھرا ہوا اور جس کے جسم میں خون کی جگہ یہی بغض وعناد دوڑتا ہو۔

بات چل رہی تھی حکم الٰہی پر حضورؐ کے چلنے کی، حکم خداوندی بذریعہ جبرئیلؑ آتا یا پھر راست طور پر قلب اطہر پر پہنچتا۔ بہرحال آپ تعمیل فرماتے۔ اسی سوال (۵) کا جواب نااہلوں نے بھی دیا ہے کہ

جواب: چاہے پیغمبر کتنا ہی چاہیں وہ بھی نہیں کر سکتے مگر صرف اور صرف اللہ ہی ہدایت دیتا ہے۔

تبصرہ: خدائے تعالیٰ تو مختار کل ہے لیکن اس نے اپنی رحیمی و کریمی سے بندوں پر عنایت فرمائی کہ عام بندوں کو انعامات ملتے رہیں۔ جیسا کہ اقبالؔ نے کہا تھا کہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کیونکہ نااہلوں کے پاس محمدؐ سے وفا نہیں جفا ہے بلکہ غداری بھری ہوئی ہے۔ اس لئے خدا کی عنایت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ اسی طرح پیغمبر ﷺ نے ہدایت فرمائی تو لوگوں کو ایمان کی دولت ملی۔ خدا کی مرضی یہی تھی اور دولت ایمان جو ملی محمد ﷺ کی کوششوں اور دعاؤں سے ملی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی اور مختار کل ہونے کی بات فرمادی کہ ''اللہ جسے چاہتا ہے برگزیدہ بناتا ہے'' آمنا وصدقنا اس میں کوئی شک نہیں پھر آگے بندہ کی مرضی کو بھی اپنی طرف سے منظوری دے دی اور فرمایا ''اور جو خدا کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رسائی دیتا ہے۔''

اس آیت کے دوسرے حصہ سے تو مومنین کو حوصلہ ملتا ہے کہ خدا کی رحمت ہر وقت رہتی ہے جب رجوع کریں تو رسائی مل جاتی ہے۔ حضورؐ کا مقام تو بندوں سے بہت آگے کا ہے بلکہ آپؐ کی شان تو یوں ہے خدا سے واصل اور مخلوق میں شامل۔ محمد خدا نہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہیں۔ (نزدیکی

اور قربت کا یہ عالم ہے)

اب یہاں نااہلوں کی طرف سے حضور ﷺ کو نعوذ باللہ بے بس ظاہر کیا جارہا ہے۔ یہ بے بسی دشمنانِ خدا میں ہوتی ہے دوستان خدا تو خدا کے عنایت کردہ انعام سے ہر دن بلکہ ہر لمحہ مستفید ہوتے ہیں۔

سوال (۶) کتاب اللہ میں نبی ﷺ کے لئے کیا حکم ہے؟ **تبصرہ:**

جواب صرف اس کی پیروی کرنا جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ کی ہر مبارک سانس اللہ کے ذکر سے معمور رہی اور آپ ﷺ کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہی گذرا ہے۔

سوال (۷) کتاب اللہ نے کس قسم کے لوگوں کے لئے ذلت آمیز اور دردناک سزا کا وعدہ کیا؟

جواب: "وہ لوگ جو اپنا وقت (Lahw-al- Hadiath) بے ہودہ اور بے مطلب حدیث) ..."

تبصرہ: استغفر اللہ حدیث کا نام لے کر اس کو "بے ہودہ اور بے مطلب" بکنا کیا نااہل اس کے ابتدا مت میں باقی رہا؟ ہرگز نہیں بلکہ اپنے دین وایمان کو جو کبھی رہا تھا تو اس کو جلا لیا۔

(۶:۱۳) چھٹی سورۃ اور آیت نمبر ۱۳۱ فرمایا "تحقیق وہ لوگ گھاٹے میں پڑے جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان پر قیامت آپہنچی وہ کہنے لگے ہائے ہم پر افسوس جو ہم نے اس میں کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹوں پر اٹھائے ہوں گے' آگاہ رہو بُرا ہے وہ جو وہ اٹھائیں گے"

تبصرہ: یہاں تو اللہ کے دیدار کو جھٹلانے والوں یا اللہ سے ملنے کو جھٹلانے والوں کا تذکرہ

ہے۔ جب کہ جو سوال کیا گیا ہے اس میں اللہ کی راہ سے ہٹانا یا قرآن کا مذاق اُڑانا کہاں سے آ گیا؟

یہ نااہلوں کا خمیر ہے جو قنوطیت سے اٹھا ہے اس لئے ان آیات کو منتخب کرتے ہیں جو اللہ سے دور کرنے والی ہیں۔ اور ان کی بدبختی یہ ہے کہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ آیات کو درمیان میں لا کر حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین کریں یعنی ان لوگوں نے جیتے جی میں دوزخ میں جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جہاں دوزخ کی وعید سنائی وہیں پر جنت کی خوش خبری بھی دی ہے۔ جنت سے بھی آگے مقامات قربت الٰہی کی خوش خبری ہے۔ اور ترغیب دی گئی ہے۔ چونکہ ان کی رگ رگ میں حضور ﷺ کا بغض و عناد خون کے ساتھ گردش کر رہا ہے تو وہ اپنی اس جگہ کا تذکرہ کرتے ہیں جہاں ان کو جانا ہے۔

حضور پرنور ﷺ کے بغض و عناد و فساد نے ان کو ناکارہ اور نکما کر دیا ہے اب وہ راہ راست پر ہرگز نہیں آ سکتے۔

سوال (۸) نبیؐ کے گھر کے اندر احادیث میں ملوث صحابہ کو اللہ کے سخت حکم کے بارے میں کتاب اللہ نے ہماری نسل کے لئے کیا ہدایت بتائی ہے؟

جواب: کہ وہ نبیؐ کے گھر کے اندر کھانے سے پہلے یا بعد میں حدیث میں ملوث نہ ہوں۔ دوسری جگہوں پر سکنڈ ہینڈ حدیث اکھٹا کرنا تو چھوڑ ہی دو۔ یہ نبی ﷺ کے لئے تکلیف دہ اور پریشان کرتا ہے۔ براہ کرم آیت دیکھیں سورة ۳۳ آیت ۵۳۔

تبصرہ: سوال ہو یا جواب ادب واحترام ان بے ایمانوں کو چھو کر بھی نہیں گئے۔ احادیث میں ملوث دوسری جگہوں پر سکنڈ ہینڈ حدیث اکھٹا کرنا۔

سوال وجواب کرنے والوں نے احادیث میں ملوث جو لکھا ہے ملوث ہونے کی بات اس وقت آتی ہے جب کسی برائی میں کوئی مصروف ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس برائی میں ملوث ہے۔

یہ ان کا بغض رسول ہی ہے کہ حدیث کو بھی برائی میں گنتے ہیں لعنت ہے ایسے مردودوں پر دوسری بدتمیزی ان لوگوں نے سکنڈ ہینڈ حدیث لکھ کر کی ہے۔ چونکہ احادیث کی کثرت ہوگئی تھی۔ جس میں صحیح و درست کے ساتھ وضعی احادیث بھی آگئی تھیں تو بزرگوں نے درجہ بندی کی۔ صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور وضعی وغیرہ لیکن کسی نے سیکنڈ ہینڈ کا لفظ نہیں فرمایا۔

آیت میں تو ادب رسول سکھلایا جارہا ہے کھانے کے بعد گپ شپ نہ کرو اس سے نبی کو ایذا پہنچتی ہے۔ پہلے یہ بتایا گیا کہ جب تک تم کو اندر آنے کی اجازت نہ ملے گھروں میں داخل نہ ہونا، اجازت ملی تو داخل ہونا۔ پھر کھاؤ اور پھر فوری وہاں سے روانہ ہو جانا۔

سوال (۹) کتاب اللہ نماز میں آواز کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

جواب: نمازیں معتدل لہجے میں پڑھی جائیں نہ اونچی آواز اور نہ خاموشی سے۔

تبصرہ: بظاہر تو اس سوال اور جواب میں کوئی شر نہیں ہے اور نہ ہی بغضِ رسولؐ ظاہر ہو رہا ہے۔ نمازیں سرّی اور جہری ہوتی ہیں۔ سرّی کا مطلب بغیر آواز سے اور جہری کا مطلب آواز سے۔ چنانچہ حکم تھا کہ فجر، مغرب اور عشاء جہری پڑھیں۔ اور ظہر وعصر خاموشی سے ادا کریں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کفار نہ صرف قرآن کی شان میں بے ادبی کرتے بلکہ نبی ﷺ کی شان اقدس میں

بکتے بلکہ خدا کی شان میں بھی بکواس کرنے سے نہ رکتے تھے۔ البتہ کفار فجر کے وقت سوتے تھے۔ مغرب کے وقت مصروف طعام رہتے اور عشاء کو سو جاتے تھے۔ اس طرح ان کی بکواس یا بدتمیزی کی جگہ خاموشی رہتی۔ البتہ ظہر وعصر کے وقت ان کا جمگھٹا رہتا تھا تو سرّی نماز پڑھنے کا حکم آیا۔

سوال (۱۰) اور (۱۱) دونوں میں مشترک بات حج کے مہینوں کے نام دریافت کئے گئے اور کتاب اللہ کی طرف حج کی اجازت اور کتاب اللہ کے مطابق متصل ہیں یا بکھرے ہوئے ہیں؟ قرآنی آیات کے حوالہ سے یہ دو سوال پوچھے گئے ہیں۔

تبصرہ: دونوں سوالات کے پوچھنے کا مطلب خاص مہینہ ذی الحجہ سے ذہنوں کو ہٹا کر ماتقی تین اور حرمت والے مہینوں میں بھی حج کرنے کی ترغیب کا دیا جانا ہو سکتا ہے۔ تاکہ مسلمان حضور ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ ایام حج میں حج ادا نہ کریں۔ اس طرح حضورؐ سے اور بزرگوں کے اس عمل کی جو ترتیب چلی آرہی ہے اس کی اہمیت گھٹ جائے یہ ایک امکانی بات ہے حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ ان دونوں سوالات کا مقصد کیا ہے؟

چونکہ ان نااہلوں کے پاس دین وایمان کی جڑوں کو کمزور کرنا اور اس سے بڑھ کر ذات پاک رسالت مآب کی عظمتوں اور محبتوں کو ہمارے دلوں میں کم کرنا بلکہ ختم کر دینا ہے۔ اسی لئے ان کو شبہ کا فائدہ دے کر ان کو اچھے نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اگر ماہ ذی الحجہ اور اس کے ابتدائی دس دنوں حج کی ادائیگی کو تبدیل کرنے کا منشا ہے تو یہ نااہل قیامت تک کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **والفجر ولیال عشر** (قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی) عشرہ مبشرہ ہی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت

ہوئی۔کعبہ کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کی تکمیل کی گئی۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود جیسی آزمائش سے گزرنا پڑا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے منتخب کیا گیا۔قریب تھا کہ ذبح ہو جاتے مگر خدا نے بچالیا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی گئی۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مناجات کرنے پر بزرگی دے کر توراۃ عطا کی گئی۔

☆ حضرت داؤد علیہ السلام پر مغفرت کا نزول ہوا جبکہ آپؑ توبہ کرنے والوں میں سے تھے۔

☆ بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا جب مومنین حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر رہے تھے جس پر خدا خوش ہوا۔چنانچہ فرمایا گیا کہ ''جب مومنین درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے تو خدا خوش ہوا۔

☆ اس میں یوم عرفہ اور زائرین کے لئے یوم حج اکبر ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ: ''جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے خانہ کعبہ کو مقام مقرر کیا (اور حکم دیا کہ) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور طواف کرنے والوں' قیام کرنے والوں' رکوع کرنے والوں' اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو صاف کرو اور حج کے لئے ندا کردو تا کہ تمہاری طرف پیدل چلے آئیں اور ہر طرح کے دبلے پتلے اونٹوں پر ہر دور کے راستوں پر چلے آتے ہوں۔یہ طواف کرنے والوں کے لئے خوش خبری کی بات ہے۔

سوال (۱۲) کتاب اللہ ان اولیاء فرشتوں کے بارے میں آگاہ کرتی ہے جنہیں لوگ خدا کے واسطے یا وسیلہ کے طور پر پکارتے ہیں۔

جواب: جن لوگوں (مقدس بزرگوں) کو وہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کی مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور وہ کسی کی مدد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

ترجمہ سورۃ ۱۷' آیت ۵۷

تبصرہ: سوال اور جواب دونوں کا ایک ہی جواب ہے کہ یہاں پکارنے والے مسلمان نہیں ہیں اور جن کو پکارا جارہا ہے وہ مقدس بزرگ نہیں ہیں بلکہ پکارنے والے مشرکین سے ہیں اور جن کو پکارا جارہا ہے وہ مقدس بزرگ نہیں بلکہ ان کفار کے معبودان باطل ہیں۔ جبکہ مقدس بزرگ خود کو خدا نہیں کہتے بلکہ اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں تاکہ اس کی مہربانی کو ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اس کی ذات کو طلب کرتے ہیں۔ اور ہر وقت ہ پروردگار کی خوشنودی کے خواہاں رہتے ہیں۔

البتہ جیسا کہ نااہلوں نے "جواب" کے آخر میں لکھا ہے کہ "اور وہ (مقدس بزرگ) کسی کی مدد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ نااہل خود کو اہل قرآن کہتے ہیں ان کے کفر و شرارتوں کا عین مقصد بندوں کو خدا سے دور کرنا اور ابلیس کے قدموں میں ڈالنا ہے تو ان کو اپنی ناکامی کا خیال آتا ہے۔

اور کامیابی کی ناکامی ان مردودوں کو حضور پرنور ﷺ کی مبارک و مسعود اور پرانوار ہستی کی بدولت ملتی ہے۔ چنانچہ ان کی ساری کوشش یہ ہے کہ بندوں کو خدا سے دور کردیں پہلے بندوں کو خدا کے حبیبؐ سے دور کردو نہ صرف حبیبؐ سے کاٹ دو بلکہ آپ تک پہنچانے والے تمام راستوں مثلاً انبیاء اولیاء' شہدا' صالحین' مجاذیب (مجذوبوں کی جمع) اقطاب (قطب کی جمع) ابدال' علماء و مشائخین' (عالم اور مرشد کی جمع) کی جمع۔ کو کاٹ دو شائد اس طرح اپنے اس شیطانی منصوبہ پر عمل آوری ہو اور کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں۔

الغرض مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ سورۃ ۱۷ کی آیت ۵۷ کے ذریعہ مسلمانوں کو اولیاء فرشتوں اور مقدس بزرگوں سے دور کرنے کی نااہلوں کی شرارت ہے۔ کیونکہ یہاں پکارنے والے کافر ہیں اور جن کو پکارا جارہا ہے وہ مذکورہ تینوں (اولیاء فرشتے اور مقدس ہستیاں) نہیں ہیں بلکہ کفار کے اپنے معبودانِ باطل ہیں۔

جس سورۃ کی آیت کا حوالہ دیا گیا ہے ذرا اس کے تعلق سے بھی مسلمان پڑھ لیں۔ آیت مذکورہ کا ترجمہ: (۱) جن کو یہ مشرکین پکار رہے ہیں۔ (۲) وہ خود بھی اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈھونڈھ رہے ہیں (۳) ان میں کون اللہ سے زیادہ نزدیک ہے۔ (۴) اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں (۵) اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

(۱) جن کو یہ مشرکین پکار رہے ہیں نہ کہ مومنین پکار رہے ہیں۔

(۲) وہ کفار خود اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔

(۳) کہ ان میں کون اللہ سے زیادہ نزدیک ہے۔

(۴) اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

(۵) اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

آیات مذکورہ کا شان نزول یہ ہے کہ (یہ حوالہ مسلمانوں و مومنین کے لئے ہے) نااہلوں کے لئے ہرگز نہیں کیونکہ وہ اس حوالے کو بھی نامانیں تو ان کو سنانا بھی نہیں ہے۔

کفار و مشرکین کا پکارنا حضرت عیسیٰ مریم اور عزیر علیہم السلام سے ہے اور ساتھ ساتھ چونکہ وہ مشرکین ہیں تو وہ ان مبارک ہستیوں کے علاوہ جن کو پکارا تو جارہا ہے وہ ملائکہ، سورج، چاند اور

ستارے ہیں۔

بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت ان (مشرک) عربوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کچھ جنوں کی پرستش کرتے تھے پھر وہ جن مسلمان ہو گئے لیکن ان مشرک عربوں کو یہ بات معلوم نہ ہو سکی پس وہ ان ہی کی عبادت کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ ان مشرک عربوں کو اس آیت سے عار دلا رہا ہے کہ تم جس کی پرستش کر رہے ہو وہ خود اللہ کے پاس قربت اور درجہ حاصل کرنے کے سلسلہ میں وسیلہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔ مسلمان اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کی ان کامیاب وکامران کوششوں کو روکنے کی کوشش شروع سے ہو رہی ہیں۔

چنانچہ ایذا، جنگ، یا شہر بدری یا اور قسم کی مکاریوں سے پہلے حضورؐ سے عرض کیا گیا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر دولت چاہتے ہیں تو دولت کے ڈھیر لگا دیں۔ اگر آپ کسی خوب صورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو اس سے شادی کر دیں۔ لیکن حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دو تب بھی میں اپنی اس دعوت سے باز نہیں آؤں گا۔

الغرض حضورؐ کے دشمنوں کے دلوں میں جو بغض وعناد خون کی گردش کی طرح ان کے رگ وپے میں گردش کرتا ہے وہ قدیم ہے اور یہ گردش ہر دور میں تیز سے تیز ہی ہوتی آ رہی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے دو ارب کے قریب آ گئی ہے۔ مفہوم حدیث شریف: ایک فقیہ (فقہ کا جاننے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ جبکہ یہاں معاملہ تو حضور پرنور ﷺ کا

ہے جن کی کوششوں یا دعاؤں سے امت دوارب تک آئی ہے۔ تو شیاطین پر حضور پر نور ﷺ سے بغض وعناد کا طاری رہنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ نااہلوں کا کھیل یہی ہے کہ کسی طرح غلط سلط ہی کیوں نہ ہو مسلمانوں کی تعداد کو بڑھنے سے روکا جائے بلکہ جو مسلمان ہو چکے ہیں ان کو پہلے محمد ﷺ سے کاٹ دو پھر اس کے بعد وہ لوگ خود بخود خدا سے کٹ جائیں گے۔

سوال (۱۳) صرف کونسی غذا کی چیزوں کو کتاب اللہ نے حرام (ممنوع) کیا ہے؟

جواب: صرف چار چیزیں (۱) مردار گوشت (۲) خون (۳) سوّر کا گوشت (خنزیر) (۴) غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا (ذبیحہ)

تبصرہ: وہ لوگ جن پر ان نااہلوں کا جادو چل چکا ہے جن کی راہ راست پر واپس آنے کی کوئی امید نہیں وہ بھی ان نااہلوں کی عقل کا ماتم کرتے ہوں گے وہ چیزیں جن کا نام آجائے تو لاحول پڑھی جاتی ہے بلکہ جن کا خیال آجائے تو ابکائیاں شروع ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ جانور بھی ایسی غلیظ چیزوں کو نہیں کھاتے پیتے' ایسی چیزوں کو نااہل ''غذائی چیزیں'' کہتے ہیں۔

اگر ان کی دانست میں غذائی چیزیں ہیں تو پھر لازماً کھاتے پیتے بھی ہوں گے بلکہ توجہ نہ کریں اور اسی بغض وعناد محمدؐ میں مر گئے تو مرنے کے بعد بھی یہی ''غذائی چیزیں'' ان کو ملیں گی۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے بند نہیں ہوا۔ ان کا کام ہے کہ حبیب خدا کے قدموں میں آجائیں اور پوری پوری کامل وفاداری سے اطاعت کریں۔ بلکہ اسم مبارک محمدؐ پر سر کو کٹانے کو بھی کم جانیں۔

کیوں کہ احکامات قرآن تو اُمتیانِ محمد ﷺ کے لئے ہیں۔ اور اُمتی ایسے احکامات پر جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ بجالاتے ہیں۔ اور جن باتوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور جن کے نہ

کرنے کا حکم ہے تو پھر اُمتی وہ نہیں کرتے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو ایسی غلیظ چیزوں سے بچا لیتا ہے جبکہ بغض وعناد کی وجہ سے یہی چیزیں ان نااہلوں کے زیر استعمال آتی ہوں گی۔

یہ نااہل شائد کبھی امت میں رہے ہوں لیکن مسلسل بغض وعناد رسول نے ان کی لٹیا ڈبودی اور وہ کافروں کے زمرہ میں آگئے ہیں۔ لیکن یہ نااہل نئے نہیں ہیں ان سے پہلے تو بڑے بڑے سرغنے گزر چکے ہیں۔ مثلاً مودودی جو جماعت اسلامی کے امیر تھے۔ وہ حضور پرنور کے اسم گرامی کو ذہنوں میں نہ آنے دینے کے لئے اور زبانوں پر اسم مبارک نا آنے کی سازش کر چکے تھے مثلاً امت محمدیہ کی جگہ اُمت مسلمہ، شریعت محمدی ﷺ کی جگہ شریعت اسلامی۔ جبکہ امت ہو یا شریعت اپنے اپنے پیغمبروں کے نام سے جانی جاتی ہے۔

نااہلوں کی غذائی چیزیں:

(۱) مردار: اس کو شیر نہیں کھاتا وہ تازہ زندہ کو شکار کر کے کھاتا ہے جبکہ مردار مرے ہوئے کو کہتے ہیں۔ البتہ مردار، کرگس کھاتے ہیں اور شاہینوں کے مارے ہوئے شکار کو کھاتے ہیں خود شکار نہیں کرتے

(۲) خون میں غذائی چیز نہیں ہوتی۔ البتہ اس سے ایک دوا بنتی ہے جس کو DEXORANGE کہتے ہیں۔ اس طرح اونٹ کا پیشاب خاص مرض کے لئے بطور دوا استعمال کروایا جاتا ہے۔ سانپ کا زہر بھی ادویات کے کام آتا ہے۔ کتے کی زبان کا مرہم بھی زخم کے لئے مفید ہوتا ہے۔ الغرض ان تمام کا تعلق محض دوا سے ہے۔ مردار یا خون کو غذائی تکمیل کے لئے نہیں استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خون پینے سے پیٹ نہیں بھرتا۔

(۳) خنزیر بھی ناپسندیدہ جانور ہے لیکن نااہلوں کی بدبختی یہ ہے کہ اسکو غذائی چیز گنتے ہیں۔

(۴) غیر خدا کے نام پر ذبیحہ کوئی غذائی چیز نہیں' دنیا میں روزانہ ہزاروں بلکہ لاکھوں جانور کاٹے جاتے ہیں وہ غیر خدا کے نام پر ذبح نہیں ہوتے۔ البتہ غیر خدا کے نام پر ذبیحہ کیا جاتا ہے اس کا شمار بھی بطور غذا نہیں کیا جاتا۔

تبصرہ دوم: سوال و جواب پر غور کیجئے یہ مردود مسلمانوں پر کیا غضب ڈھانے کی کوشش کر رہے ہیں مثلاً قرآن مجید کی طرف سے حرام مثلاً خون' خنزیر وغیرہ ہی کو حرام سمجھیں تو ماقی کھانے پینے کی بیسوں چیزیں ہیں جن کے حرام ونجس ہونے بلکہ باعث ہلاکت ہونے میں اختلاف نہیں۔

لیکن حرام ونجس یا مہلک اشیاء سے اس وقت بچ سکتے ہیں جب ہم حضورؐ کے مبارک ومسعود قدموں کو نہ چھوڑیں بلکہ ہر آن اور ہر لحہ وابستہ رہیں۔ مثلاً ایک دفعہ کھجور آ گئے حضورؐ نے خود نوش فرمایا لیکن حضرت علیؓ کو منع فرمایا۔ کیونکہ اس وقت حضرتؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اس لئے طبی نقطہ نظر سے جو چیزیں مضر ہیں ان سے بھی سرکارؐ نے روکا۔ مکروہ' مشتبہ' حرام سے جب روکا گیا ہے تو ہمارا کام ہے رک جائیں۔

نام نہاد اہل قرآن حضور کے بغیر جاتے ہیں تو لازماً شیطان ان کو اپنی گرفت میں لیتا ہے اور کل مرنے والے کو آج مرجانے کی صلاح دیتا ہے جبکہ حضورؐ کی ذات مبارکہ ہلاکتوں سے بچانے کے لئے ہے۔ خوش قسمت دامن مصطفیٰؐ کی وجہ سے محفوظ ہیں۔

نااہلوں کو ایک E-Mail آنا بتلایا گیا ہے۔

(تسلسل گمراہ کن تحریر) جس میں کوئی سوال نہیں البتہ ایک آیت بتلائی گئی ہے جس میں ''شفاعت'' کی نفی کی گئی ہے۔ دیکھئے جواب ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۴) ''اے ایمان والو! ہم نے جو تمہیں

دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں''

اس آیت میں ''وہ دن آئے'' کا مطلب ''یوم قیامت'' ہے لیکن شفاعت سے امید دلانے کے لئے یوں فرمادیا گیا۔ ہے۔

سورہ طٰہٰ (۲۰) آیت (۱۰۹): '' اس دن کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی (اس بات کو پڑھ کر نااہلوں کے دلوں میں لڈو پھوٹے ہوں گے لیکن پھر ان کی خوشیاں اس وقت کافور ہو گئیں ہوں گی جب آگے فرمایا گیا کہ ''اس شخص کے سوائے جسے اللہ نے اجازت دی ہو اور اس کی بات کو پسند کیا یعنی اس دن کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی۔ ''سوائے'' اجازت یافتہ کے''

اس ارشاد کو پڑھ کر جن کے دلوں میں شفاعت کے تعلق سے ناامیدی آ گئی تھی لیکن وہ جب یہ جان گئے کہ حضور پرنور ﷺ کے مبارک وسیلے سے کہ ''اس شخص کے سوائے جسے اللہ نے اجازت دی ہو اور اس کی بات کو پسند کیا ہو۔

آیت کے اس حصہ سے نااہلوں کی بات کی بھی تردید ہوتی ہے جس میں انہوں نے بتایا تھا کہ حضور پرنور ﷺ صاحب وسیلہ (نعوذ باللہ) نہیں ہیں۔

فرمادیا گیا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے '' قرب کا وسیلہ'' ڈھونڈھو۔ یہاں صاحب وسیلہ حضور پرنور ﷺ کی ہستی پرانوار اور ذات بابرکات ہے۔

جملہ چودہ سوالات نااہلوں نے داغے تھے تاکہ مسلمان اپنے آقا سے کٹ جائیں لیکن بصدقہ رسول و مہدی صلی اللہ علیہما وسلم جوابات دئے گئے۔ مسلمان یاد رکھیں کہ ایمان کو اُگانے والا ذکر

ہے لہٰذا ذکر کی زیادہ پابندی کریں۔ انشاءاللہ ایمان بھی محفوظ ہو جائے گا۔

سوال: زکواۃ کے بجائے عشر کی ادائیگی! کیا زکواۃ فرض نہیں ہے؟

ہمارا جواب زکواۃ کے تعلق سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: اپنے مال کی زکواۃ ادا کرو تم۔

ارشاد نبی ﷺ ہے کہ زکواۃ دینا پاکی ایمان کی ہے۔ بلکہ ادائی زکواۃ نہ کرنے والے کو حضور پر نور ﷺ نے ملعون فرمایا ہے۔ فرمایا: ترجمہ جس پر زکواۃ واجب ہو اگر وہ ادا نہ کرے تو پس وہ ملعون ہے۔ اور ملعون دوزخ میں رہے گا۔ (غایۃ الاوطار ونور الہدایہ سے ماخوذ)

(ماخوذ از ''چراغ دین نبویؐ) ہر مسلمان عاقل وبالغ' صاحب نصاب پر ادائی زکواۃ فرض ہے۔ منکر اس کا کافر اور اس کو ترک کرنے والا گنہ گار ہوتا ہے۔ زکواۃ صاحب نصاب پر فرض ہے اور صاحب نصاب وہ ہے جس کے پاس بیس مثقال سونا اور دوسو درہم چاندی یعنی ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی ہو۔ (غایۃ الاوطار)

علاوہ ازیں سونا' چاندی' اشرفی' زیور' سونے چاندی کے برتن' تجارت کا تمام مال واسباب جس کے قبضہ میں رہے۔ جس کے مالک کو اپنے مال کا چالیسواں حصہ یعنی زکواۃ للہ فقراء ومساکین کو دینا فرض ہے۔

اسی کتاب ''چراغ دین نبویؐ'' کے صفحہ ۱۲۸ پر دیکھئے اس میں وہ تمام اشیاء اور سامان وغیرہ کی تفصیل ہے جن کے رہنے پر بھی زکواۃ واجب نہیں ہوتی ہے۔

قارئین کرام! عشر وزکواۃ کی نوعیت اور ادائی کی بابت امور سمجھ میں آ گئے ہوں گے۔ مفسدوں کے سوال پر غور کیجئے کہ کیا زکواۃ فرض نہیں ہے؟ یا عشر کو بجائے زکواۃ ادا کیا جائے۔ کیا زکواۃ فرض نہیں

ہے؟ لفظ ''بجائے'' ذہنوں میں عشروزکواۃ کے تعلق سے ٹکراؤلانا ہے۔ یا زکواۃ کے خلاف عشرادا کیا جاتا ہے یہ بتلانا مقصود ہے۔ الغرض فتنہ گر ہر بات میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انحراف (۵): جواب کا ماخذ چراغ دین نبویؑ

عشر کی ادائیگی بجائے زکواۃ کے ہے؟

یا عشر کو زکواۃ کے بجائے ادا کرنا ہے؟

اور کیا زکواۃ فرض نہیں ہے؟

عشر اور زکواۃ کو ایک ہی جگہ بتایا گیا ہے اور پھر عشر کی ادائیگی زکواۃ کے بجائے ہے اور کیا زکواۃ فرض نہیں ہے یہ سوال بھی ہے۔ عشر اور زکواۃ کی ادائیگی اور معاملات میں بہت زیادہ فرق ہے۔

عشر کی ادائیگی کی توفیق مہدی موعودؑ کے طفیل وصدقہ میں مہدویوں کو نصیب ہوئی ہے۔ عشر ہر قسم کی آمدنی مثلاً زراعت' تجارت' یومیہ' ماہانہ' سالانہ' فتوح' نذر' متروکہ وغیرہ اور بخشش میں کسی قسم کی کوئی چیز ملے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ قلیل ہو یا کثیر اس کا دسواں حصہ راہ خدا میں دینا ہر عاقل وبالغ مصدق پر فرض ہے۔ مٹھی بھر آٹا بھی للہ آئے تو (دسواں حصہ) چیونٹیوں کو ڈال دینے کا حکم مہدیؑ ہے۔ اس کی ادائی کے لئے صاحب نصاب ہونے کی یا اور کوئی شرط نہیں ہے۔ اور فقیر ومحتاج پر بھی اس کی ادائی فرض ہے۔ عشر صرف ایک بار ادا کرنا ہے زکواۃ کی طرح ہر سال دینا نہیں ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ اپنے زمانے میں لیتے تھے دسواں حصہ شہد ہر دس مشکوں سے ایک مشک اور عشر یعنی دسویں حصہ کو ادا کرنیکا حضرت ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ (نور الہدایہ)

عشر مرشدوں وفقرائے متوکلین محتاجوں اور مضطروں کا حق ہے۔ حضور پر نور مہدی موعود علیہ السلام کے مبارک دور سے عشر کی ادائی شروع ہوئی جو انشاء اللہ تاقیامت جاری رہے گی۔

السلام کے مبارک دور سے عشر کی ادائی جاری ہے اور تا قیامت انشاء اللہ ادائی ہوتی رہے گی۔

مصدقان مہدی موعود علیہ السلام:

اولاً فقیر حقیر کی طرف سے حسب مراتب قدم بوسی سلام و دعا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا زمانہ جیسے جیسے قریب ہو رہا ہے تو دجال کے کارکن اپنے کاموں میں جٹے ہوئے ہیں جن کا کام ہی لوگوں کو محکمات سے روکنا ہے۔ نماز، روزہ، حج وزکواۃ یا اکل حلال کی جستجو، غریب پروری اور تمام اعمال جو بندہ کو خدا سے قریب کرتے ہیں ان کو بھٹکا کر اور الجھا کر بے عمل بلکہ بے ایمان کر دینے کا ہے۔

خاص طور پر مہدویہ عقائد و اعمال پر مسلسل حملے جاری ہیں۔ حملہ آور نت نئے مکھوٹے سجا کر آتے ہیں۔ چنانچہ خود کو نام نہاد ''اہل قرآن'' کہنا بھی ایک مکھوٹا ہی تو ہے۔ ان کے خاص نشانے تصدیق مہدی، مہدویہ فرائض اور مہدویوں کے اعمال ہوتے ہیں۔ بظاہر سوال نہایت معصوم انداز کے ہوتے ہیں لیکن یہ معصوم درندگی چھپ نہیں سکتی۔ ایسوں سے سوال کیجئے کہ کیا حضور پرنور ﷺ نے کبھی زکواۃ ادا فرمائی تھی؟ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر کبھی زکواۃ واجب نہیں ہوئی پھر سوالیہ انداز میں پوچھتے ہیں کہ کیا سخی لوگوں پر بھی زکواۃ واجب ہوتی ہے؟

حضور پرنور ﷺ کا اسوۂ مبارکہ تو یہی تھا کہ کل کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے، فاقوں کا تسلسل رہتا اس کے باوجود آج اللہ نے دیدیا آج ہی تقسیم فرما دیتے کل کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے۔

ایک بار سات درہم تقسیم سے رہ گئے تھے بے چین اور بے قرار تھے۔ ام المومنینؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا کچھ تکلیف ہے؟ فرمایا سات درہم تقسیم ہونے سے رہ گئے ہیں۔ ایک اور ارشاد فرمایا (مفہوم) میں اللہ سے اس حال میں نہیں ملنا چاہتا کہ میرے پاس (دنیا یا دنیا کی) کوئی

چیز رہے۔ یہی اسوۂ بصدقہ خاتمین علیہم السلام متوکلین کو بھی نصیب ہوتا ہے۔

چنانچہ کسی ولیؒ سے ایک بادشاہ نے پوچھا زکواۃ کتنی ہے۔ حضرتؒ نے سوال فرمایا: تمہاری زکواۃ یا ہماری زکواۃ۔ بادشاہ کو بھی تعجب ہوا۔ پوچھا کہ کیا زکواۃ بھی دو ہوتی ہیں۔ تب حضرتؒ نے فرمایا: تمہاری زکواۃ اگر دوسو درہم سال میں جمع ہوں تو اس پر پانچ درہم ہے۔

ہماری زکواۃ سال بھر دوسو درہم جمع (رہ گئے اور تقسیم نہیں کئے گئے تو پھر) وہ سارے درہم خیرات کردیں، پانچ درہم بطور جرمانہ مزید ادا کریں اور پانچ دُرّے بھی کھائیں۔ بطور سزا دُرّے کھانے کی بابت پر کسی نے اعتراض کیا بلکہ اس کو ''غلو'' سے تعبیر کیا لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم جو ہمیشہ خدمت اقدس ﷺ میں رہتے تھے جو تارک الدنیا تھے ان کا کام خدمت نبویؐ میں حاضر رہنا، سرکارؐ جو حکم دیں اس پر عمل کرنا، اور ارشادات سننا تھا ظاہری ذریعہ آمدنی کچھ نہ تھا بھروسہ تمام خدا پر رکھتے تھے۔ اتفاق سے ایک دن ان اصحاب میں سے ایک صاحب کے پاس سونے کا تنکہ نکلا۔ حضور پرنور ﷺ نے حکم دیا کہ اس تنکے کو گرم کرکے ان کو داغ دو۔ کہ ایک طرف لوگ متوکل سمجھیں اور پھر سونا برآمد ہو۔

پس اسی اسوہ کی روشنی میں بزرگؒ نے دُرّے کھانے اور پانچ درہم بطور جرمانہ دینے کی بات فرمائی۔

الحمد للہ مہدوی عشر ادا کرتے ہیں اور وہ جن پر زکواۃ کی ادائی فرض ہے یعنی جن کو صاحب نصاب کہتے ہیں ہر سال زکواۃ ادا کرتے ہیں۔ جو صرف خدا کے فضل اور خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم کا صدقہ ہے۔ صحابہ وسیدین اور کل بزرگوں کا طفیل ہے۔ (نام نہاد اہل قرآن ختم شد)

سورہ انعام (٦) آیت (١١٢)

اور اس طرح ہم نے شیطان سیرت
انسانوں اور جنوں کو پیغمبر کا دشمن بنا دیا ہے۔

آپ لوگ خود کو اہل قرآن کہلواتے ہیں یا لوگ آپ کو اس نام سے جانتے ہیں۔آپ کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ آپ قرآن شریف سے اپنی سرگرمیاں خاص طور پر بغض و عناد کا جواز بتلایئے کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے بغیر بھی چلنے کی بات ارشاد فرمائی ہو یا آپ کو پابند کردیا کہ یہ محمد کا راستہ ہے اس پر چل کر آؤ گے تو نعوذ باللہ مستحق عذاب ہوں گے۔یا کوئی ایسی آیت پیش کیجئے جس میں حضور ﷺ کے مبارک و پرانوار قدموں سے امت کو کاٹ دینے کی آپ لوگوں کی کوششوں پر خدا نے اظہار خوشنودی کیا ہو۔ قیامت تک آپ ایسی کوئی آیت نہیں بتلا سکتے جس میں خدا نے حبیب خدا کے تعلق سے عشق و محبت کے علاوہ اور کوئی بات ارشاد فرمائی ہو۔

اب آیئے ہم چند آیات پیش کرتے ہیں جو حضور ﷺ کی مدح و تعریف میں ہیں یا حضورؐ سے منسلک دیگر شخصیات یا دوسرے حضرات کے لئے اظہار پسندیدگی فرمایا ہے یا آگاہی دی ہے۔

اللہ کی محبت پانا ہو تو راہ محمد ﷺ پر چلنا ضروری ہے وہ آیات جو شان اور عظمت بیان کرتی ہیں۔

سورہ الانبیاء (۲۱) آیت (۱۰۷)

''اور اے محمد ہم نے تم کو جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سورہ نساء (۴) آیت ۶۹)

''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔''یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ان ہی میں سے ایک پیغمبر کو بھیج دیا۔

سورہ آل عمران (۳) آیت ۱۶۴

''پیغمبر آیتوں کو پڑھ کر سناتے ہیں' نفوس کا تزکیہ فرماتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ بے شک اس سے پہلے (بعثت رسول سے پہلے) صریح گمراہ تھے۔''

سورہ المائدہ (۵) آیت ۱۰۴

''جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کتاب نازل کی ہے اس کی طرف اور پیغمبر کی طرف رجوع کرو تو وہ کہتے ہیں ہم کو تو یہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ کے راستے پر ہوں۔''

چند آیات جن سے حضور ﷺ کی مبارک شان بتلائی گئی ہے۔

ادب پیغمبر: سورہ البقرہ (۲) آیت (۱۰۴)

''اے ایمان والو گفتگو کے وقت حضورؐ سے راعنا نہ کہنا انظرنا کہا کرو اور توجہ سے بات سنو

دعائے ابراہیمیؑ بحق حضور پرنور ﷺ''

سورہ البقرہ (۲) آیت (۱۲۹)

''عرض کیا اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں خود ان ہی میں سے ایک پیغمبر کو پیدا کر جو اُن کو آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے دلوں کو پاک کرے بے شک تو عظمت والا اور حکمت والا ہے''

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ''میں ابراہیمؑ کی دعا' عیسیٰؑ کی بشارت اور والدہ کا خواب ہوں۔ آپ ﷺ کے ذمہ تین امور تھے۔

(۱) تلاوت: تلاوت سے مراد حفظ ودرس قرآن تاکہ تحریف سے محفوظ رہ جائے۔

(۲) کتاب وحکمت کی تعلیم: علم کتاب سے مراد قرآن کے معنی اور حقائق ہیں۔

(۳) حکمت: حکمت سے مراد اسرار ور موز ہیں جن کے حکم کی علت اور حکم کا مقصد معلوم ہو۔ تا کہ قول صحیح ہو اور عمل بھی صالح ہو اس طرح تزکیہ نفس بھی انشاء اللہ ہو جائے گا۔

سورہ بقرہ (۲) آیت (۱۳۷)

''اس طرح ہم نے تم کو وسط (درمیان) میں بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور پیغمبر (آخر الزماں ﷺ) تم پر گواہ بن جائیں۔

سورہ بقرہ (۲) آیت (۱۴۴)

''(اے محمد) ہم آپ کا آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم اس قبلہ کی طرف جس کو آپ پسند کرتے ہوں منہ کرنے کا حکم دیں گے۔ پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرلو آپ لوگ جہاں کہیں بھی رہو اس کی طرف منہ کرلو۔''

سورہ البقرہ (۲) آیت (۲۵۴)

''اور آپ بلاشبہ پیغمبروں سے ایک ہیں''

سورہ آل عمران (۳) آیت (۳۱)

''اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (تو) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا''

بہر حال حضور پرنور ﷺ کی شان وعظمت میں اور بھی کئی آیات ہیں۔ آپ کی عظمتوں کی معراج کے لئے دو یا تین ہی یاد رکھ لیں تو پھر دل حضور ﷺ کے عشق میں ڈوب جائے گا۔ اور

ہمیشہ ڈوبا رہے گا۔

ارشاد مبارکہ حضور پرنور ﷺ (مفہوم)

''میں اللہ کے نور سے بنا ہوں اور میرے نور سے کائنات بنی ہے۔آیت ''اللہ اور اس کے فرشتے حضور پر درود و سلام بھیجتے ہیں''

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلیات سے حضور پرنور ﷺ کو معمور فرمایا۔آپؐ کو شب معراج ملی۔سارے احوال تا قیامت کے بتلا دیئے گئے۔جنت و دوزخ آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی فرمایا۔الغرض شان محمد ﷺ بندوں کے بیان میں نہیں آسکتی۔زبانیں قاصر ہیں عقل و فہم محدود ہے۔

حضور ﷺ کی نظر کرم درکار ہے تو بعد از درود و سلام وہی افعال انجام دیں جن پر حضورؐ نے خود عمل فرمایا لیکن امت کو حکم نہیں فرمایا۔مثلاً (۱) ترک دنیا (۲) توکل (۳) ذکر دوام (۴) طلبِ دیدار خدا (۵) صادقین کو اپنی مبارک و پرنور صحبت میں رکھنا (۶) عزلت اختیار فرمائی (۷) ہجرت پر عمل فرمایا۔اللہ جو دیتا سارا تقسیم فرمادیتے۔(۸) اس طرح عشر سے زیادہ بلکہ آیا ہوا صدقہ صد للہ تقسیم فرمادیتے۔اور حضور کی خوشنودی درکار ہے تو صرف ان ہی راستوں پر چلیں جن پر چلنے کا حکم آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔اور ان راستوں پر ہرگز نہ چلیں جو آپ کے بعد کے لوگوں نے اپنی طرف سے منتخب کر لیا تھا اور چلتے رہے تھے۔

مثلاً آپ کو سنت موکدہ پر چلنا ہے جو یقیناً سنت غیر موکدہ سے زیادہ اہم ہے۔یعنی نوافل سے بڑھ کر ذکر اللہ کرنا ہے۔آپ کا اسوہ ذکر دوام کا رہا۔نوافل کی ادائیگی کبھی کبھی ہوتی ہے تاکہ نئے

لیکن سر مرزا اسمٰعیل کا منشاء تعمیری تھا۔

آپ لوگوں نے جو طریقہ کار منتخب کیا ہے وہ سراسر تخریبی ہے تعمیری ہرگز نہیں۔ چند لوگوں کو دین سے بھٹکا دیا۔ حضور ﷺ کے قدموں سے دور کر دیا۔ بغض وعناد کی دلوں میں آبیاری کرتے رہے اور دوسروں کو بھی اپنے راستے پر لانے کی ناکام کوشش کیں' آپ کو کیا ملا؟ دوزخ! جی ہاں دوزخ ملے گی۔

آپ کے ان معمولات اور معاملات سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ اب بھی وقت ہے توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔ عاقبت کی بہتری چاہتے ہیں تو ان سرگرمیوں سے باز آجائیے۔ کیونکہ آپ ٹھیک وہی کام کر رہے ہیں جو یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں جن کو حضور ﷺ سے شدید بغض وعناد ہے آپ کی تحریرات سے بھی آپ کی نیتوں کا پتہ چل رہا ہے کہ آپ بھی یہود و نصاریٰ ہی کی طرح بغض وعناد کو پالتے آرہے ہیں۔

جبکہ یہ بغض وعناد عام آدمی کے ساتھ ہی ہو تو رکھنے والے کا شدید دینی نقصان ہوتا ہے۔

جب تک آپ ان ہی گھٹا ٹوپ اندھیروں کو بہتر سمجھتے ہوئے مصروف ہوں گے اس وقت تک آپ کی تمام عبادتیں ناقابل قبول ہوں گی اور محمد ﷺ سے روگردانی اور بغض وحسد اور عناد خود آپ کے حق میں تباہ کن بلکہ غارت گر ہے۔

سوچئے اگر چند لوگ آپ کے موئید بھی ہو گئے تو کیا پوری امت اپنے حبیب آقا و مولیٰ ﷺ سے کٹ گئی؟

تو آپ دینی توڑ پھوڑ اسمٰعیل نہ بنئے۔ رات کی تنہائی میں جبکہ دنیا سو رہی ہے اٹھئے وضو کر کے

آنے والے کسی بھی طرح خالق سے جڑے رہیں۔ اور حضور پرنور ﷺ کی خوشنودی اس وقت حاصل ہوگی، جب آپ کی منع کردہ باتوں سے دور رہیں۔ جو چیز آپ کو ناپسند رہی ہم کو بھی ناپسند ہونی چاہیئے۔

نام نہاد ''اہل قرآن'' سے خطاب:

سابقہ مصدقان اور موجودہ گمراہ اور غلط گر، سلامتی اس پر ہے جو حق پر ہے۔

آپ لوگوں کی تخریبی تحریرات پڑھنے کو ملیں۔ کہاں کہاں سے اور کن ذرائع سے آپ نے گمراہی کے انبار لگا دیئے؟ سوچئے اور غور کیجئے کہ آپ کی تخریبی سرگرمیاں کیا ہیں، اور آپ کے لئے مفید ہیں؟ الرواس بیس، سو پچاس لوگ آپ سے متفق ہو بھی گئے تو کیا قوم ختم ہو جائے گی؟

آپ حضرات نے سب سے بڑا ستم خود اپنے آپ پر کیا، وہ یہ کہ آپ ہی کے بعض لوگ، لوگوں کے دلوں سے گر گئے جس کا خمیازہ یہ ہے کہ آپ گمراہ ہوکر دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دوسرے معنوں میں اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دینا چاہ رہے ہیں جبکہ سورہ الصف (۶۱) آیت (۸) ارشاد باری تعالیٰ ''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کرکے رہے گا۔''

کسی کے دل سے گر جانا ایسا گناہ ہے کہ آدمی اس کے بعد دینی طور پر مفلس و قلاش ہو جاتا ہے بلکہ تباہ ہو جاتا ہے۔

گذشتہ صدی میں بنگلور سے ایک انجینئر آئے تھے ان کا نام سر مرزا اسمٰعیل تھا لیکن وہ تعمیری اغراض کے لئے تخریبی کام کرلیا کرتے تھے ان کو حیدرآبادیوں نے توڑ پھوڑ اسمٰعیل کا نام دیا تھا۔

دو رکعت دوگانہ ادا کیجئے اور نہایت آہ وزاری سے خدا سے طالب ہدایت ہوجایئے اور دعا کیجئے کہ ہم نااہلوں کو اس راستے پر چلائے جن پر تیرا انعام ہوا۔ ہے اور اس راستے پر نہ چلا جس پر تیرا غضب ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ کن دلوں سے گرے ہیں؟ جائزہ لیجئے۔ انشاء اللہ آپ کو یاد آجائے گا کہ میں نے فلاں فلاں کا دل دکھایا نتیجہ میں ان کے دل سے ۔گر گیا۔ اور آج نوبت یہ آ پہنچی کہ اگر مر گیا تو کفر پر میرا خاتمہ ہوگا اور ٹھکانہ دوزخ ہے۔

انشاء اللہ سچے دل سے آہ وزاری آپ کو یہ فائدہ پہنچائے گی کہ ان لوگوں کے نام یاد آتے چلے جائیں گے جن کے دلوں سے آپ لوگ گرے ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو معافی مانگ لیجئے اور اگر مرحوم ہوچکے ہیں تو خدائے تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور بطور کفارہ ان مرحومین کے نام پر صدقہ وخیرات یا کوئی خیر کے کام کیجئے تاکہ ان تک ثواب پہنچتا رہے۔ انشاء اللہ یہ تحفہ آپ کے حق میں مفید بن کر آپ راہ راست پر آجائیں گے۔

اب اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ اگلے دن سے ایسی تمام سرگرمیاں بند کردیجئے جو بغاوت اور غارت گری سے بھرپور ہیں اور جن کو آپ کار ثواب سمجھ کر کرتے آرہے ہیں۔ یہ سرگرمیاں اس کے کرنے والے کے حق میں غارت گر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت پر مقیم فرمائے۔ گروہ مہدیؑ میں حشر ہو اللہ تعالیٰ اپنا بنا کر رکھے اور اپنا بنا کر اٹھائے۔ آمین

گذشتہ صفحات پڑھنے کے بعد آپ یہ سوچ رہے ہوں گے واقعی حضورؐ کے بغیر نہیں جاسکتے ۔آگے پڑھئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو بندوں کی جانب بھجوانے کا مقصد کیا رہا؟

سورہ النساء (۴) آیت (۱۶۵)

''ان سب پیغمبروں کو اللہ نے خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا۔ تا کہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی حجت نہ رہے''

سورہ الانعام (٦) آیت (۴۸)

''ہم پیغمبروں کو صرف اس غرض سے بھیجتے ہیں کہ وہ (نیکو کاروں کو) خوش خبری سنائیں اور (بدکاروں کو) ڈرائیں۔''

پارہ (۴) ''اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ان ہی میں ایک پیغمبر کو بھیج دیا۔

پیغمبروں کی بندوں تک تشریف آوری بحکم خدا ہوئی لیکن فرقہ معتزلہ جو نام نہاد ''اہل قرآن'' سے بہت پہلے گزر چکا ہے اس کا عقیدہ رہا تھا کہ ''قرآن ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے اس لئے وحی کے بغیر ہی اہل علم' حکمت توحید پر ایمان لا سکتے ہیں۔

پیغمبروں کی بندوں تک تشریف آوری تو خدائے تعالیٰ کی حکمت ومشیت کے تحت ہوتی رہی لیکن فرقہ معتزلہ والے خدا کے اس مبارک حکم پر معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ دنیاوی طور پر علم بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کتاب موجود رہے تب بھی درس کے لئے (کتاب کے باوجود) استاد ضروری ہوتا ہے۔

اُسی طرح قرآن مجید پر امت کو چلانے کو حضور پر نور ﷺ کی بعثت وتشریف آوری ضروری رہی اور آپ کے فرمائے ہوئے اقوال مبارکہ عمل فرمائے ہوئے افعال مبارکہ تا قیامت امت کے لئے راہبر ورہنما ہیں۔ اور سیدھی راہ پر چلانے والے ہیں آپ کے بغیر نکل جانے والوں کا حشر ٹھیک کٹی پتنگ کی طرح ہوتا ہے جب تک ڈور سے بندھی رہی سلامت رہی' کٹ گئی تو کسی نالے میں یا اور کہیں پر جا کر گر جاتی ہے۔

خدائے تعالیٰ کے حکم سے انبیاء علیہم السلام جو آتے رہے اس کا مقصد آپ نے پڑھ لیا۔ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان تو اللہ نے بیان فرمادی اور یہ انتظام بھی فرمایا کہ تا قیامت لوگ بھی آپ کی مدح وستائش کرتے رہیں اور مبارک قدموں سے جڑے رہیں۔

ہر زمانے میں حضورؐ کی مدح ہوتی رہی ہر زبان سے مدح فرمائی گئی۔ ہزاروں منقبتیں ونعتیں ملیں گی فی الحال حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمایا ہوا یہ قصیدہ ہے جو عربی میں ہے۔ یہ قصیدہ شریف ''کتاب جلاء الخاطر'' سے ماخوذ ہے جو حضرت غوث اعظمؒ کی تحریر کردہ ہے۔

ترجمہ:

آپؐ کے چہرۂ مبارک سے صبح طلوع ہو رہی ہے۔

اور آپؐ کی زلفِ پاک سے رات کالی ہو رہی ہے۔

آپؐ فضل وکمال میں تمام رسولوں سے فائق اور بلند ہو گئے۔

آپؐ نے ہدایت کر کے دنیا کو سیدھی راہوں پر لگا دیا۔

آپؐ بخششوں کا خزانہ اور نعمتوں کے آقا ہیں۔

اپنی شریعت مطہرہ سے تمام اُمتوں کے ہادی ہوئے۔

نسب میں سب سے مقدس، حسب میں سب سے اعلیٰ

سارا عرب آپؐ کا خدمت گزار تھا۔

درخت آپؐ کے پاس دوڑے آئے، پتھر بول اٹھے۔

آپؐ کے اشارۂ انگشت سے چاند شق ہو گیا۔

جبرئیلؑ معراج کی رات کو آئے۔

اور خدائے پاک نے آپؐ کو خود حضوری میں بلایا۔

آپ کمالِ شرف کو پہنچے' اور اللہ معاف فرمائے۔

اور آپؐ کی شفاعت سے آپ کی امت کے گناہ[1]

پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے سردار ہیں آپ کی دعوت کے سبب ہماری عزت بڑھ گئی۔ (بحوالہ ماہنامہ ''القدیر'' ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ' میر بہادر علی اقبال جہانی)

[1] ترجمہ کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کمال شرف کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی شفاعت سے آپ کی امت کے گذشتہ گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے۔

نام نہاد ''اہل قرآن'' کی شامتِ اعمال یہ رہی کہ انہوں نے انگریزی میں مذہب کو پڑھا اور نہایت فصیح انگریزی استعمال کرتے ہیں لیکن مذہب کو اہل مذہب کی تحریرات سے زیادہ کون جانتا ہے اور یہ تحریرات دیانت سے بھرپور ہوتی ہیں کیونکہ ان حضرات نے صاف اور سچے دل سے خدا و رسولؐ اور مہدیؑ کی محبت میں تحریر فرمایا تھا۔

جبکہ بدبختی سے یہود و نصاریٰ یا اور دیگر غیر مسلموں کی تحریرات چونکہ دیانت سے خالی ہوتی ہیں اور ان کے دلوں میں بغض و عناد کے لاوے پکتے ہیں بس اس کے بعد انہوں نے ان کو پڑھا تو گویا خود کے لئے گمراہیوں کا دروازہ کھول لیا۔

نام نہاد ''اہلِ قرآن'' غیر جانبدارانہ ہو کر بزرگان دین کی تحریرات پڑھیے۔ انشاء اللہ جب

آپ سمجھ جائیں گے کہ غیروں نے صرف نکتہ چینی کی خاطر اور مومنوں کو بھٹکانے کے لئے ابلیس سے معاہدہ کرلیا جس نے ان کو ایسی باتیں سکھلا دیں کہ جن کو سیکھ کر خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ کریں۔

جس طرح اناڑی ڈرائیور سے راہروں کو زخم آجاتے ہیں کیونکہ وہ اناڑی پن سے راہ چلنے والوں کو سواری سے ٹکر دیتا ہے تو ایسے زخمیوں کی مرہم پٹی کردی جاتی ہے اور دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جلد بہتر فرمادے۔

آپ کے پہنچائے ہوئے زخموں پر مرہم پٹی کی جارہی ہے انشاء اللہ زخمی فرد یا افراد جلد صحت مند ہو جائیں گے۔

مثلاً SQT گروپ کی جانب سے مرشدین سے برگشتہ کرنا اور موجودہ تعلیمی نظام سے بھی دور کردینا۔ اور آپ نے موجودہ رشد و ہدایت کے طریقہ کار پر یا جانشین بنانے کے نظام کو قرآن کے خلاف بتلایا ہے۔ جبکہ حکم قرآنی ہے کہ اللہ کی، اللہ کے رسولؐ کی اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں اولی الامر بنائے گئے ہیں۔

اولی الامر منکم سے مرشدین کرام مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ امر بالمعروف کرتے ہیں یعنی لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور اس راہ پر چلنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ اور منکرات سے دور رکھنے کی خاطر کوشش فرماتے ہیں۔

ان حضرات ہی کی تعلیم ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کا نتیجہ ہے کہ اللہ کے فضل سے مریدین نیکیوں میں آگے بڑھنے والے اور برائیوں سے دور رہنے والے بن جاتے ہیں۔ لہٰذا مرشدین کی طرف سے یہ کام حسب الحکم قرآن ہے۔ قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے۔ یہ آپ

کے عینک کے شیشوں کا قصور ہے کہ سفید اور واضح چیز بھی آپ کو دھندلی یا کالی نظر آ رہی ہے۔

آپ کا یہ فلسفہ کہ ''کئی لوگوں کے رہتے ایک مرشد غلط ہے' بلکہ کئی لوگوں کی مریدی کئی لوگوں کے ساتھ اگر اس فلسفہ کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر ایک وقت میں ایک خلیفہ کے بجائے جب ایک وقت میں کئی خلیفے ہوں جو غلط ہے مثلاً حضرت سعد بن عبادہؓ نے اپنی خلافت کو تسلیم کرنے اور بیعت لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے تھے تو ان کو روند دیا گیا تھا۔ اس وقت صرف واحد خلیفہ امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی گئی اور آپ کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔ آپ کے بعد بھی ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ کے اصول پر لوگ چلے تھے۔ مہدی موعودؑ تشریف لائے اور گئے اب صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ آپ کا یہ فلسفہ نا قابل قبول ہے کہ مرشد سے اختلاف رکھنا جائز ہے۔

اختلاف نہیں بلکہ بشریت کے ناطے مرشد میں کوئی کمی پائی جا رہی ہے تو مرید نہایت ادب و احترام سے اس جانب متوجہ کر سکتا ہے۔

اس کے لئے ایک مثال: حضرت بندگی میاں لاڑ شہ رضی اللہ عنہ کے پاس دو بزرگوں کی علیحدہ اوقات میں حاضری دینا' نیاز مندی سے حضرت کے قدموں میں بیٹھے پھر پس خوردہ طلب کیا اور ایک صاحب کو پانی کا پس خوردہ اور دوسرے بزرگ کو پان کا پس خوردہ عنایت فرمایا۔ پس خوردہ کے استعمال کر لینے کے بعد دونوں حضرات نے عرض کیا کہ آپ کی کتاب میں منکر مہدی کی تکفیر کی ممانعت ہے اور منکرین مہدی کی اقتداء کو آپ نے درست بتلایا ہے۔ یہ سن کر حضرت بندگی میاں لاڑ شہؓ نے وہ کتاب منگوائی اور دونوں باتوں کو محو فرما دیا یعنی میٹ دیا پھر دریافت فرمایا کہ تجھ کو یہ خیال کہاں سے آیا۔ ٹوکنے والوں نے عرض کیا آپ کے پس خوردہ کی وجہ سے۔ اس واقعہ سے ہم کو کئی

باتیں معلوم ہوئیں اورادب سکھایا گیا۔ دونوں حضرات نے کتاب آنے پر اسکو سر پر رکھا تھا' نیچے بیٹھے پسخوردہ طلب کرنا' ادبا متوجہ کرنا اور کتاب کو سر پر رکھنا یہ تمام باتیں سراسر ادب کی ہیں۔

آپ جیسے نام نہاد ''اہل قرآن'' لوگوں کی تحریر سے ہر کسی کم علم کو قرآن مجید کے معنی بتلا کر کسی مسئلہ کو حل کرنے کا جواز مل جاتا ہے۔ اسی طرح تفسیر بالرائے کی آپ نے راہیں کھول دیں۔

بزرگان دین یا علمائے دین متین نے برسہا برس گزار دیئے لیکن اپنے پیش رو بزرگوں کے فرمودات پر چلتے رہے۔ مثلاً جب امام جعفر صادقؒ یا اہل بیت میں کے کسی ایک بزرگ نے حضرت امام اعظمؒ سے ملاقات پر حضرتؒ نے دریافت فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم ہمارے داداؐ کی احادیث پر اپنی رائے کو غالب رکھتے ہو؟ حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا عیاذ باللہ ایسی کوئی بات نہیں پھر سوال کیا کہ نماز افضل ہے یا روزہ۔ حضرتؒ نے فرمایا نماز۔ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی رائے کو غالب رکھتا تو عورتوں کو ایام معمولات میں ناغہ ہوئی نمازوں کو ادا کرنے کا حکم دیتا۔ پھر دریافت کیا مرد قوی ہے یا عورت؟ حضرتؒ نے فرمایا مرد قوی ہے اور عورت کمزور۔ ''لیکن ورثہ کو تقسیم کے وقت میں مردوں کو زیادہ حصہ دینے کا فتویٰ دیتا ہوں۔'' (یعنی جو نمازیں معاف ہیں وہ معاف ہی ہیں) تقسیم ورثہ کے وقت مرد کو زیادہ حصہ دینے کا حکم ہے۔ اگر اپنی رائے کا خیال کرتا تو قوی کے مقابلہ میں کمزور کو زیادہ حصہ دینے کا فتویٰ دیتا۔

حضرت امام اعظمؒ کا کیا لاجواب طرز استدلال ہے کہ اپنا مافی الضمیر ادا کر دیا اور حضرتؒ بھی مطمئن ہو گئے۔

چاہے احکامات خداوندی ہوں یا ارشادات خاتمین جس موقعہ کے لئے یا جس معاملہ کے لئے

ارشاد فرمائے گئے ہوں ان کو اسی سیاق وسباق کے تحت لیا جانا چاہئے اس سے ہٹ کر لیا جائے تو پیش کرنے والا جاہل قرار پائے گا یا شریر النفس۔

جب امامنا سے کسی نے کہا کہ منکرین علماء کو چھوڑ کر لوگ مصدق ہو رہے ہیں اس وقت فرمایا کہ مال کھوٹا ہو تو لوٹا دیا جاتا ہے۔

حضور پرنور ﷺ کو پیغمبر رسول برحق بتلانا چاہئے۔ اس کے بجائے پیامبر کا لفظ حضورؐ سے بغض کی دلیل ہے۔ پیامبر کا کام صرف پیام پہنچا دینا ہے جبکہ پیغمبر پیغام پہنچانے کے علاوہ حکم دے سکتے ہیں۔ احکام شریعت کو نافذ فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حدود کے تحت سزا دی' بلکہ بعض لوگوں کو حکم دے کر سر بھی منگوائے۔ مثلاً کعب بن اشرف وغیرہ جو تھے تو کافر ہی لیکن ان کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے ان کو حکم دے کر قتل کروا دیا' جان نثاروں نے حکم پا کر ان لوگوں کو داخل جہنم کر دیا۔

فرمان مہدیؑ دراصل پیش رو اور پس رو کی بات سمجھانا ہے کہ جو شخص ترک دنیا کر کے صبح آیا وہ اس کا مرشد ہے جو ترک دنیا کر کے شام کو آیا۔ یعنی خدا کی طلب میں دس گھنٹے پہلے جو آ گیا وہ اس کا مرشد ہے۔ اس کا جو دس گھنٹے کے بعد آیا اس لئے Senior اور Junior کی بات فرما دی۔

آج بھی سرکاری محکموں اور فوج' پولیس وغیرہ میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ ترقی دینا ہو تو پہلے سینیئر کو دی جاتی ہے اس کے بعد جونیر کو ترقی دی جاتی ہے۔ اگر ہر کسی سینیئر کو مرشد مان لیا جائے تو پھر مرشدی کے لئے درکار اصول وضوابط کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب کہ ایک ہی مرشد کے وابستہ کئی لوگ رہتے ہیں لیکن جن میں لیاقت ہو ان کو تیار کیا جاتا ہے۔ اور ان کی انا کو دور کر کے حکم ارشاد دیا جاتا ہے۔ اور اس کار ہدایت کے اسرار و رموز سمجھائے جاتے ہیں اور گزشتہ بزرگوں نے

دیگر مرشدین کے پاس بھی اپنے فرزندوں یا خلفاء کو روانہ فرمایا تھا۔

آپ کے اس خیال نے "کہ مرشد سے اختلاف کیا جا سکتا ہے" پوری طرح آپ تمام نا اہلوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اور پہنچتے پہنچتے آپ لوگ مبارک و پر انوار ہستی یعنی حضور پر نور ﷺ کی مخالفت بلکہ بغض و عناد تک پہنچ گئے۔

مرشد اور مرید کا تعلق یوں ہے کہ جس طرح امت کے لئے رسول ہوتے ہیں اسی متابعت میں مریدین کے لئے مرشد ہوتے ہیں۔ اس لئے مریدین کو سمجھایا گیا کہ فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ۔ تو پہلی سیڑھی مرید شیخ کی اطاعت کی جگہ بغاوت پال لیا تو اس کو فنا فی الرسول کہاں سے نصیب ہوگا۔؟

آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ بغض و عناد جو آیا وہ شروع میں مرشد کی مخالفت کرنے کی پاداش میں آیا۔ راہ میں بھٹکنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ پھر اس جگہ پر چلا جائے جہاں سے سفر شروع کیا تھا۔ تب اس کو صحیح راستہ مل جائے گا۔ اور راستے میں بھٹک جانے سے اللہ بچائے گا۔

نا اہلوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ایک بار اولیاء اللہ کے احوال پڑھیں جس میں مرید اور مرشد کے تعلق سے کیا کیا باریکیاں ہیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔ یہ سوٹ بوٹ، ٹائی لگانے والے سر تا پا جن میں مسلمانوں کی بو باس نہیں ان کو مرشد کے معاملات یا مریدین کے امور سمجھ میں کیا خاک آئیں گے۔

بہر حال نا اہلوں کی ابتدائی غلطی سمجھ میں آگئی وہ یہ کہ شروع میں مرشد کی برگشتگی آئی اور پھر ابلیس نے ان کو آگے بڑھایا جس کا اختتام بغض و عنادِ رسول پر ہو رہا ہے۔

اگر توبہ نہ کی اور یہی بغض و عناد کو پالتے رہے اور مر گئے تو ٹھکانہ سوائے دوزخ کے اور کہاں ہوگا۔

(آپ کے خیال میں)

تحریر بہت طویل ہوئی جس کے پڑھنے سے لازماً آپ تمام کا قیمتی وقت ضائع ہوا لیکن اتنا
لکھنا ضروری تھا۔ راقم فقیر کو آپ تمام سے ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ آپ تمام راہ راست پر چلیں۔
خاتمین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری عقیدت ووابستگی سے جڑ جائیں۔ اور اس کے لئے اپنے اپنے
مرشدین سے جڑ جائیں۔ یا پھر آپ کے مرشدین نہیں ہیں تو ایسے مرشدین سے جڑ جائیں جو
(عمل میں) خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم سے' سیدین وصحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگوں سے جڑے ہوئے
ہیں اسی طرح آپ باعمل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج کو بلند فرمائے گا۔ آمین